لجنہ اماء اللہ جرمنی کا ترجمان

ماہنامہ خدیجہ جرمنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیرہ:۔سیّدہ منورہ سلطانہ

جلد نمبر 20 ماہ شہادت 1397 ہجری شمسی، بمطابق اپریل 2018ء شمارہ نمبر:4

زیرِ نگرانی:۔ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی: محترمہ عطیہ نور احمد ہیوبش صاحبہ۔ سیکرٹری اشاعت: محترمہ فوزیہ بشریٰ صاحبہ۔ معاونات۔ محترمہ صبیحہ محمود صاحبہ، محترمہ صابرہ احمد صاحبہ، محترمہ درثمین احمد صاحبہ

آیت از قرآن کریم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَکُمۡ بَیۡنَکُمۡ بِالۡبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ ۟ وَلَا تَقۡتُلُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا ۝ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ عُدۡوَانًا وَّظُلۡمًا فَسَوۡفَ نُصۡلِیۡهِ نَارًا ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرًا ۝ (سُوۡرَۃُ النِّسَآء 30تا31)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اموال آپس میں ناجائز طریق پر نہ کھایا کرو۔ ہاں اگر وہ ایسی تجارت ہو جو تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔ اور تم اپنے آپ کو (اقتصادی طور پر) قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تم پر بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور جو حد سے تجاوز کرتے ہوئے اور ظلم کرتے ہوئے ایسا کرے تو ہم اسے عنقریب ایک آگ میں ڈالیں گے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے۔ (ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو باتیں بتائیں۔ ایک تو میں نے دیکھ لی ہے اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری پھر قرآن نازل ہوا تو انہوں نے قرآن سے علم حاصل کیا اور سنّت سے علم حاصل کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق بتایا اور فرمایا ایک شخص تھوڑی دیر سوئے گا تو اس کے دل سے امانت لے لی جائے گی اور اس کا ایک معمولی داغ رہ جائے گا پھر وہ تھوڑی دیر کے لئے سوئے گا اور امانت لے لی جائے گی تو اس کا اثر اس آبلہ کی طرح رہ جائے گا جیسے تم انگارے کو اپنے پاؤں پر گراؤ اور وہ پھول جائے تو تم اسے پھولا ہوا پاتے ہو مگر اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکر اٹھایا اور اسے اپنے پاؤں پر لڑھکایا (اور فرمایا) لوگ ایک دوسرے سے خرید و فروخت کرنے لگیں گے مگر کوئی اس بات کے قریب نہ ہوگا کہ امانت ادا کرے یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امین شخص رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ کیسا طاقتور، اعلیٰ ظرف والا اور عقلمند ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ (حضرت حذیفہؓ نے کہا) مجھ پر ایک ایسا زمانہ بھی آچکا ہے کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ میں تم میں سے کس سے لین دین کر رہا ہوں اگر وہ مسلم ہوتا تو اس کا دین اس کو مجھ سے زیادتی سے باز رکھتا اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوتا تو اس کا نگران اس کو میرے ساتھ بددیانتی سے باز رکھتا مگر آج تو میں ایسا نہیں ہوں کہ تم میں سے فلاں فلاں کے سوا کسی سے لین دین کروں۔ (صحیح مسلم جلد اول کتاب الایمان باب رفع الامانۃ والایمان من بعض القلوب وعرض الفتن علی القلوب صفحہ 136-137 حدیث 198 ایڈیشن 2008ء)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اب دیکھو خدا تعالیٰ نے دیانت اور امانت کے کس قدر پہلو بتلائے۔ سو حقیقی دیانت اور امانت وہی ہے جو ان تمام پہلوؤں کے لحاظ سے ہو اور اگر پوری عقلمندی کو دخل دے کر امانت داری میں تمام پہلوؤں کا لحاظ نہ ہو تو ایسی دیانت اور امانت کئی طور سے چھپی ہوئی خیانتیں اپنے ہمراہ رکھے گی۔... فرمایا... یعنی آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طور پر مت کھایا کرو اور نہ اپنے مال کو رشوت کے طور پر حکام تک پہنچایا کرو۔ تا اس طرح پر حکام کی اعانت سے دوسرے کے مالوں کو دبالو۔ امانتوں کو انکے حقداروں کو واپس دے دیا کرو۔ خدا خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ جب تم ماپو تو پورا ماپو۔ جب تم وزن کرو تو پوری اور بے خلل ترازو سے وزن کرو اور کسی طور سے لوگوں کو ان کے مال کا نقصان نہ پہنچاؤ اور فساد کی نیت سے زمین پر مت پھرا کرو یعنی اس نیت سے کہ چوری کریں یا ڈاکہ ماریں یا کسی کی جیب کتریں یا کسی اور ناجائز طریق سے بیگانہ مال پر قبضہ کریں اور پھر فرمایا کہ تم اچھی چیزوں کے عوض میں خبیث اور ردّی چیزیں نہ دیا کرو یعنی جس طرح دوسروں کا مال دبا لینا ناجائز ہے اسی طرح خراب چیزیں بیچنا یا اچھی کے عوض بری دینا بھی ناجائز ہے۔

ان تمام آیات میں خدا تعالیٰ نے تمام طریقے بددیانتی کے بیان فرما دیئے۔ اور ایسا کلام کلّی کے طور پر فرمایا جس میں کسی بددیانتی کا ذکر باہر نہ رہ جائے۔ صرف یہ نہیں کہا کہ تو چوری نہ کرتا ایک نادان یہ نہ سمجھ لے کہ چوری تو میرے لئے حرام ہے مگر دوسرے ناجائز طریقے سب حلال ہیں۔ اس کلمہ جامع کے ساتھ تمام ناجائز طریقوں کو حرام ٹھہرانا یہی حکمت بیانی ہے۔ غرض اگر کوئی اس بصیرت سے دیانت اور امانت کا خلق اپنے اندر نہیں رکھتا اور ایسے تمام پہلوؤں کی رعایت نہیں کرتا تو وہ اگر دیانت و امانت کو بعض امور میں دکھلائے بھی تو یہ حرکت اس کی خُلق دیانت میں داخل نہیں سمجھی جائے گی بلکہ ایک طبعی حالت ہوگی جو عقلی تمیز اور بصیرت سے خالی ہے۔“

(”اسلامی اصول کی فلاسفی“ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 348,347 ایڈیشن 2008ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ”پھر بے شمار برائیاں جو شیطان بہت خوبصورت کر کے دکھا رہا ہوتا ہے۔ اور جن سے اللہ کے فضل کے بغیر بچنا ممکن نہیں۔ مثلاً ایک اچھا بھلا شخص جو بظاہر اچھا بھلا لگتا ہے، کبھی کبھار مسجد میں بھی آجاتا ہے۔ جمعوں میں بھی آتا ہوگا، چندے بھی کچھ نہ کچھ دیتا ہے لیکن اگر کاروبار میں منافع کمانے کے لئے دھوکہ دیتا ہے تو وہ شیطان کے قدموں کے پیچھے چل رہا ہے اور شیطان اس کو مختلف حیلوں بہانوں سے لالچ دے رہا ہے کہ آج کل کاروبار کا یہی طریق ہے۔ اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو نقصان اٹھاؤ گے اور وہ اس کے کہنے میں آ کر، ان خیالات میں پڑ کر، اس لالچ میں دھنستا چلا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ جو تھوڑی بہت نیکیاں بجا لا رہا ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہیں اور مکمل طور پر دنیاداری اسے گھیر لیتی ہے۔ اور ایسے لوگ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ شاید اب یہی ہے ہماری زندگی۔ شاید اب موت نہیں آنی اور ہمیشہ اسی طرح ہم نے رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے حاضر نہیں ہونا۔ تو ایسے طریقے سے شیطان ایسے لوگوں کو اپنے قبضے میں لیتا (ہے) کہ بالکل عقل ہی ماری جاتی ہے...۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 114)

قراردادِ تعزیت بروفات صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

از: طرف لجنہ اماء اللہ جرمنی

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ جرمنی اپنی قابل صد احترام بزرگ ہستی اور جماعت کے دیرینہ خادم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ وصدر صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات پر دلی رنج و الم کا اظہار کرتی ہیں۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کے خدائی قانون کے مطابق آپ مؤرخہ 5 فروری 2018ء کو بعمر 78 سال بقضائے الٰہی انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دنیا بھی اِک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے　　　گر سَو برس رہا ہے آخر کو پھر جُدا ہے

اس صدمہ پر ہم امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت آپا جان مدظلہا العالیٰ، صاحبزادہ صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبزادی اَمتہ القدوس صاحبہ، بچگان و جُملہ افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم میں شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ خُدا تعالیٰ صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور کو غریق رحمت کرے، اپنے پیاروں کا قرب عطا فرمائے اور اعلیٰ علّیین میں مقام عطا فرمائے۔ آمین

حضرت صاحبزادہ صاحب مرحوم وہ عظیم ہستی تھے جنہیں ماموز زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑپوتے، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے پوتے اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے صاحبزادے، حضرت میر اسحاق صاحبؓ کے نواسے اور ہمارے پیارے امام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بہنوئی ہونے کا شرف حاصل تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے وقف زندگی کی حیثیت سے زندگی کا آغاز مئی 1962ء سے کیا اور گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے پولیٹیکل سائنس کرنے کے بعد پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے اپنی زندگی وقف کے لئے پیش کی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو مینجنگ ڈائریکٹر ریویو آف ریلیجنز مقرر فرمایا اور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش پر حضرت میر داؤد احمد صاحب سے علم حدیث اور دینی تعلیم حاصل کی۔ 1964ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کی بناء پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد مبارک پر مولانا جلال الدین شمس صاحب نے آپ کا نکاح صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے پڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ بفضل تعالیٰ آپ کے دو بیٹے اور ایک داماد واقف زندگی ہیں۔

صاحبزادہ صاحب مرحوم و مغفور کی شخصیت خداداد صلاحیتوں اور ان گنت خوبیوں کا مرقع تھی۔ آپ انتہائی عبادت گذار، دُعا گو، نماز پنجگانہ کا التزام کرنے والے، قرآن کریم کا وسیع علم رکھنے والے، اسُوہ رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر عمل کرنے والے، صابر، ہمدرد، متحمل مزاج، رحمی رشتہ داروں کا خیال رکھنے والے، شفیق، ملنسار، صائب الرائے، بردبار، صلح جو، نرم دل، منکسر المزاج بہترین منتظم، جماعتی اموال کا خیال رکھنے والے، یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھنے والے، ضرورتمندوں کی خبر گیری کرنے والے، انسانیت کا درد رکھنے والے، مدبرانہ سوچ کے مالک اور اخلاص فاضلہ سے متصف شخصیت تھے۔ غرضیکہ عالم باعمل تھے اور بامقصد زندگی بسر کی۔ مرحوم کی دینی خدمات کا عرصہ 56 سالوں پر محیط ہے، آپ نے وقف کی روح کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے انتہائی عاجزی و انکساری اور وفا سے تادم حیات اپنا عہد نبھایا۔ آپ کو بطور ناظر تعلیم، ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (مقامی) ناظر دیوان، صدر مجلس کارپرداز اور وفات سے چند دن قبل بطور ناظر اعلیٰ و امیر مقامی وصدر صدر انجمن احمدیہ احسن رنگ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

علاوہ ازیں صدر مجلس خدام الاحمدیہ، صدر مجلس انصار اللہ، پرائیویٹ سیکریٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ، ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز، صدر خلافت لائبریری کمیٹی، صدر بیوت الحمد سوسائٹی، ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن، نائب افسر جلسہ سالانہ، ناظم محنت، صدر تبرکات کمیٹی، رجسٹر روایات کمیٹی، مجلس افتاء کمیٹی، تاریخ احمدیت کمیٹی کے ممبر رہے۔ نگران مینجینگ ڈائریکٹر الشرکۃ اسلامیہ، اور سیکرٹری خلافت کمیٹی بھی تھے۔ 1989ء میں 298C کے تحت آپ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت ملی۔

28 مئی 2010ء کو سانحہ لاہور کے دوران آپ نے کمال حکمت سے معاملات کو سلجھایا اور انتہائی دلیری اور جُرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُسی رات دارالذکر میں نہ صرف نماز مغرب وعشاء، بلکہ اگلے جمعہ کو نماز جمعہ بھی وہیں پڑھائی۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو چار خلفاء کا سلطناً نصیر اور دست و بازو بنایا۔ آپ میں خلافت سے وابستگی، اطاعت وفا، عقیدت و محبت اور جانثاری کا بینظیر جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ خلافت ثانیہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کے دوران آپ کو کئی راتیں جاگ کر خدمت کی توفیق ملی۔ 1974ء کے پرآشوب دور میں اُنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاونت کی سعادت نصیب ہوئی۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے ایک اجتماع کے موقع پر حضور انور رحمہ اللہ نے آپ کو یہ اعزاز عطا کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں اُن کے حکم کی تعمیل میں عہد دہرایا۔ اسی طرح خلافت رابعہ میں بھی انہیں غیر معمولی خدمات بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ہجرت کے دوران خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا "کہ اپنی دُعاؤں میں یاد رکھتا ہوں، آپ سب کا حق بھی ہے اور خدمت دین میں میرے سلطان نصیر ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی امان میں رکھے۔"

جماعت کے اس مخلص اور فدائی خادم سلسلہ کو یہ شرف بھی نصیب ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نہ صرف آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی، بلکہ آپ کے اوصاف حمیدہ اور گرانقدر خدمات کو سراہتے ہوئے مؤرخہ 9 فروری 2018ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: "اِن کا خلافت خامسہ میں میرے ساتھ بھی اطاعت کا وفا کا تعلق رہا ہمیشہ... فرمایا مرزا غلام احمد اور مرزا خورشید احمد صاحب کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ دونوں میرے وفادار ہیں اور ہر خلافت کے وفاداروں میں سے ہیں۔" بعینہٖ آپ کی ساری زندگی اس امر کی گواہ ہے۔"

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا "خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جو خدا کی رضا کے لئے اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند کرے اور اُن کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر قائم رہنے اور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمام واقفین زندگی اور عہدیداران کو چاہئے، جس طرح انہوں نے وفا کے ساتھ اپنے وقف کو نبھایا اور اپنے سپرد خدمات کو نبھایا، اللہ تعالیٰ باقیوں کو نبھانے کی توفیق عطا کرے، آمین۔"

اللہ تعالیٰ خلافت کے اس شیدائی اور خدمت انسانیت کے جذبہ سے بھرپور بے لوث خدمت کرنے والی عظیم ہستی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ تینوں صاحبزادگان، دونوں صاحبزادیوں، اور جملہ افراد خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نافع الناس وجود آئندہ بھی جماعت کو عطا کرتا رہے۔ آمین ثم آمین

سُوئے جنت چل دیا اک اور احمد کا غلام　　　میرا مولا رحمتیں نازل کرے اُس پر مدام

ہم ہیں شریک غم اراکین نیشنل مجلس عاملہ، ممبرات لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ جرمنی

●-●-●-●-●-●

دیانت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایک تقریر میں دیانت کی مختلف صورتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔ "اچھے اخلاق میں سے... بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہیں۔... جس قوم میں دیانت آجائے وہ قوم نہ کبھی ذلیل ہو سکتی ہے نا کبھی غلام بنائی جا سکتی ہے۔ سچائی اور دیانت دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو ذلیل بناتا ہے اور ان دونوں کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بناتا ہے۔..."

"... جب تک کسی قوم میں دیانت نہیں اُس وقت تک نہ اُس قوم میں حکومت رہ سکتی ہے نہ وہ حکومت لے سکتی ہے اور اگر بالفرض وہ کبھی اپنی کثرتِ تعداد کی بناء پر حکومت لے بھی لے تو وہ حکومت کو سنبھال نہیں سکتی مگر یہ چیز صرف حکومت سے تعلق نہیں رکھتی کہ یہ کہا جائے کہ آپ حکومتوں کی بات لے بیٹھے ہیں جماعت احمدیہ کی بات کیوں نہیں کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ طاقت اور جتھا حکومتوں سے ہی وابستہ نہیں ہوتا بلکہ قوموں سے بھی وابستہ ہوتا ہے اور بعض قومیں تو تلوار سے جیتتی ہیں۔ اور بعض نظام اور تبلیغ سے جیتتی ہیں۔ ہماری جماعت تلوار سے جیتنے والی نہیں بلکہ نظام اور تبلیغ سے جیتنے والی ہے اور نظام اور تبلیغ سے جیتنے والی جماعتوں کو دیانت کی اُن جماعتوں سے بھی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ جن قوموں کے پاس تلوار ہو وہ تو بددیانتوں کا تلوار سے سر اُڑا سکتی ہیں مگر جن کے پاس تلوار نہ ہو انہیں بددیانتی بہت زیادہ نقصان پہنچایا کرتی ہے کیونکہ اُن کے پاس بددیانتوں کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ انگریزوں میں یا فرانسیسیوں میں یا جرمنوں میں جب کوئی شخص غداری کرتا ہے تو انگریز، فرانسیسی اور جرمن اس پر مقدمہ کرتے اور مجرم ثابت ہونے پر اسے مار ڈالتے ہیں مگر جن کے پاس حکومت نہیں ہوتی اور جو تلوار سے کامیاب نہیں ہونا چاہتے بلکہ نظام اور تبلیغ سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں اُن میں جب کوئی غدار پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اُس کا سوائے اس کے اور کیا علاج کر سکتے ہیں کہ دلائل سے اُس کا مقابلہ کریں۔ مگر اس رنگ میں مقابلہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ غدّار شور مچاتا رہتا ہے اور اُس کو دیکھ کر بعض اور لوگ بھی جن کی فطرت میں غدّاری کا مادہ ہوتا ہے یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں کہ ان کے پاس طاقت تو ہے نہیں چلو ہم بھی ذرا شور مچا دیں۔

اسی طرح انفرادی دیانت جب کسی قوم میں پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اقتصادی طور پر بڑھتی چلی جاتی ہے مگر یہ انفرادی دیانت دو قسم کی ہوتی ہے ایک تجارتی دیانت اور ایک اخلاقی دیانت۔ جن قوموں میں اخلاقی دیانت نہ ہو مگر تجارتی دیانت ہو وہ بھی نہیں گرتیں۔ چنانچہ ہندوؤں کو ہی دیکھ لو بنیے ہیں اخلاقی دیانت نہیں مگر تجارتی دیانت ہے اور اس وجہ سے وہ تجارت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے، یہودیوں میں بھی اخلاقی دیانت نہیں لیکن تجارتی دیانت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تجارت روز بروز بڑھ رہی ہے اسی طرح جس قوم میں اخلاقی

دیانت پیدا ہو جائے اُس کا اخلاقی طور پر دوسروں کے قلوب پر سکّہ بیٹھ جاتا ہے اور اس قوم کے افراد جہاں جاتے ہیں لوگ ان سے مشورہ لیتے اور ان کی باتوں پر اپنے کاموں کا انحصار رکھتے ہیں لیکن جس قوم میں قومی دیانت بھی ہو، تجارتی دیانت بھی ہو اور اخلاقی دیانت بھی ہو وہ قوم تو ایک پہاڑ ہوتی ہے ۔ یہ ممکن ہے کہ ہمالیہ پہاڑ کو اُڑایا جا سکے مگر یہ ممکن نہیں کہ اس قوم کو برباد کیا جا سکے ۔ ایسی قوم نہ صرف خود محفوظ ہوتی ہے بلکہ اوروں کی حفاظت کا بھی موجب ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ اور قومیں حوادث اور مصائب سے بچائی جاتی ہیں اور وہ دنیا کے لئے ایک تعویذ ہو جاتی ہے۔

پس میں خدام الاحمدیہ سے کہتا ہوں کہ یہ تینوں قسم کی دیانتیں تم لوگوں کے اندر پیدا کرو ۔ جس کا ذریعہ تمہارے پاس موجود ہے کیونکہ نوجوانوں کی باگ تمہارے ہاتھ میں دی گئی ہے ۔ تم نوجوانوں میں قومی دیانت بھی پیدا کرو، تم نوجوانوں میں تجارتی دیانت بھی پیدا کرو اور تم نوجوانوں میں اخلاقی دیانت بھی پیدا کرو۔ تجارتی دیانت کے معنی صرف تجارت اور لین دین کے معاملات میں ہی دیانت دارانہ رویہ اختیار کرنے کے نہیں بلکہ نوکری بھی اسی میں شامل ہے ۔ کیونکہ نوکر اپنا وقت دوسرے کو دیتا ہے۔

پس جس طرح ہر تاجر کا فرض ہے کہ وہ تجارت میں دیانت داری سے کام لے اُسی طرح ہر ملازم کا بھی فرض ہے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ کام کرے ۔ دیانتدار نوکر کی ہر کوئی قدر کرتا اور اُسے بُلا بُلا کر رکھتا ہے لیکن اگر کسی کے متعلق ثابت ہو جائے کہ وہ دیانتداری کے ساتھ کام نہیں کرتا تو اُس کی قدر دلوں سے اُٹھ جاتی ہے۔

پس قومی دیانت، تجارتی دیانت اور اخلاقی دیانت اپنے اندر پیدا کرو ۔ اخلاقی دیانت کے معنے یہ ہیں کہ باوجود اس کے کہ اپنے قول کی پچ کرنے میں تم کو نقصان پہنچتا ہو ۔ اپنے قول کی پچ کرتے ہوئے نقصان اُٹھا کر بھی اپنے قول کو پورا کرو اور اُسے ضائع نہ ہونے دو ۔ ایک قصہ مشہور ہے جو گو ہماری قوم کا ہے مگر افسوس ہے کہ ہماری روائتیں بھی ہمارے ذریعہ محفوظ نہیں بلکہ انگریزوں کے ذریعہ محفوظ ہیں ۔ جب ہم مدرسہ میں پڑھا کرتے تھے اُس وقت ریڈروں میں ایک یوسف ہسپانوی کا قصہ آتا تھا جو اخلاقی دیانت کی بہترین مثال ہے ۔ یوسف اسپین کا ایک مشہور تاجر اور رئیس تھا ۔ ایک دفعہ کسی شخص نے اس کے اکلوتے لڑکے کو قتل کر دیا ۔ یوسف کو اُس کا علم نہیں تھا کہ اُس کا لڑکا مارا گیا ہے ۔ پولیس اُس قاتل کے پیچھے بھاگی اور وہ قاتل آگے آگے بھاگا ۔ دوڑتے دوڑتے وہ شخص اُسی مکان کے اندر آ گیا جہاں یوسف رہتا تھا اور اُس سے کہنے لگا کہ مجھے پناہ دو پولیس میرے تعاقب میں آ رہی ہے ۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ مَیں نے اسی شخص کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور یوسف کو بھی معلوم نہ تھا کہ یہ میرے بیٹے کا قاتل ہے ۔ عربوں کا یہ ایک خاص قومی کریکٹر ہے کہ جب اُن کے گھر میں کوئی شخص آ کر اُن سے پناہ کا طلب گار ہو تو وہ انکار نہیں کر سکتے اور اُسے ضرور پناہ دے دیتے ہیں ۔ یوسف نے بھی کہا کہ بہت اچھا تم میری پناہ میں ہو ۔ تھوڑی دیر کے بعد پولیس والے آئے اور اُنہوں نے پوچھا کہ یہاں کوئی شخص دوڑتے دوڑتے آیا ہے؟ وہ ایک شخص کا قاتل ہے اور ہم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہیں ۔ یوسف نے کہا یہاں تو کوئی نہیں ۔ دراصل یوسف نے اُسے اِدھر اُدھر کہیں کھسکا دیا تھا ۔ اس طرح اس نے اپنی بات بھی سچی کر لی اور واقعہ بھی ظاہر نہ ہونے دیا ۔ چنانچہ پولیس واپس چلی گئی تھوڑی دیر گزری تھی کہ نوکر اُس کے لڑکے کی لاش اٹھا کر پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ اسے ابھی کسی شخص نے قتل کر دیا ہے ۔ وہ اپنے لڑکے کی لاش دیکھتے ہی ساری حقیقت سمجھ گیا اور بھانپ گیا کہ جس شخص کو مَیں نے پناہ دی ہے وہی میرے لڑکے کا قاتل ہے مگر اُس کے اندر کوئی لغزش پیدا نہ ہوئی اور اُس نے پھر بھی پولیس کو یہ نہ بتایا کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو قتل کیا ہے اُسے میں نے فلاں جگہ چھپا رکھا ہے ۔ جب لوگ اِدھر اُدھر ہو گئے تو وہ اُس شخص کے پاس گیا اور اُسے کہا کہ جس شخص کو تم نے مارا ہے وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے مگر چونکہ میں تمہیں پناہ دینے کا وعدہ کر چکا ہوں اس لئے میں تجھے کچھ نہیں کہتا بلکہ میں خود تجھے بھاگنے کا سامان دیتا ہوں ۔ یہ میری اونٹنی لے اور یہ سامان اس پر لاد اور یہاں سے کسی دوسری طرف کو نکل جا ۔ چنانچہ وہ اونٹنی پر سوار ہوا اور بھاگ کر کسی اور علاقہ کی طرف نکل گیا یہ اخلاقی دیانت ہے ۔ اس میں اس کا اپنا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان تھا مگر چونکہ وہ قول دے چکا تھا اور اس میں کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی بھی نہیں تھی اس لئے اس نے اپنا قول نہ چھوڑا اور گو دوسرے شخص نے اس کے اکلوتے بیٹے کو مار دیا تھا مگر پھر بھی اس کی جان کو بچا دیا ۔ تو فردی دیانت بھی نہایت اہم ہوتی اور دلوں کو ہلا دیتی ہے ۔ اس طرح ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص قتل کے جرم میں پکڑا گیا ۔ اُس نے کہا کہ مجھے کچھ مہلت دیجئے کیونکہ میرے پاس بعض یتامیٰ کی امانتیں ہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ گھر جا کر وہ امانتیں انہیں واپس کر دوں ۔ وہ ایک بدوی تھا اور بدویوں کا پکڑنا نہایت مُشکل ہوتا ہے کیونکہ سینکڑوں میل کا صحرا ہوتا ہے جس میں وہ رہتے ہیں اور آج اگر یہاں ہوتے تو کل وہاں، کوئی ایک مقام ان کا ہوتا نہیں کہ وہاں سے انہیں تلاش کیا جا سکے اور اگر ہاتھ سے نکل جائیں تو پھر ان کا ڈھونڈنا بہت مشکل ہوتا ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کوئی ضمانت دو تو ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں ۔ بغیر ضمانت کے ہم تمہیں چھوڑ نہیں سکتے ۔ اس نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو ایک صحابی کی طرف جو ابوذرؓ یا ابوالدرداؓ تھے، مجھے اس وقت صحیح نام یاد نہیں، اشارہ کر کے کہا یہ میرے ضامن ہیں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ ضمانت دیتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا ہاں میں اس کی ضمانت دیتا ہوں ۔ اب ایک قاتل کی ضمانت دینے کے معنے یہ تھے کہ اگر وہ وقت مقررہ پر نہ پہنچے تو مجھے مار ڈالنا ۔ اُن کی ضمانت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسے چھوڑ دیا اور وہ چلا گیا ۔ جب وہ دن آیا جو اُس کی سزا کے لئے مقرر تھا تو لوگ اُس بدوی کا انتظار کرنے لگے کہ کب آتا ہے مگر وقت گزرتا جائے اور اُس کی آمد کا کوئی پتہ نہ لگے ۔ آخر اس صحابی کے دوستوں کے دلوں میں تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے اُس سے یہ پوچھا کہ آپ جانتے بھی ہیں وہ ہے کون؟ انہوں نے کہا مجھے تو معلوم نہیں وہ کون تھا ۔ وہ کہنے لگے تو پھر آپ نے ضمانت کیوں دی؟ اُنہوں نے کہا اُس نے مجھ پر اعتبار کیا تھا تو مَیں اُس پر کیوں اعتبار نہ کرتا ۔ خیر اُن کے دوستوں کے دلوں میں بڑی بے چینی پیدا ہوگئی کہ نا معلوم اب کیا ہوگا ۔ مگر جب عین وہ وقت پہنچا جو اُس کی سزا کے لئے مقرر تھا تو لوگوں نے دیکھا کہ دور سے ایک غبار اڑتا چلا آ رہا ہے سب لوگوں کی آنکھیں اُس طرف لگ گئیں ۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ انہوں نے دیکھا ایک سوار نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا چلا آ رہا ہے ۔ یہاں تک کہ گھوڑے کا پیٹ زمین سے لگ رہا ہے ۔ جب وہ قریب پہنچا تو اُدھر وہ گھوڑے سے اترا اور اِدھر اس گھوڑے نے دم دے دیا اور مر گیا ۔ یہ سوار وہی شخص تھا جس کی اس صحابی نے ضمانت دی تھی ۔ وہ کہنے لگا میرے پاس امانتیں کچھ زیادہ تھیں اُن کو واپس کرنے میں مجھے دیر ہو گئی اور میں اپنے گھوڑے کو مارتا اور اسے نہایت تیزی سے دوڑاتا ہوا یہاں پہنچا تا کہ میرے ضامن کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

تو دیانت ایسی چیز ہے کہ باوجود اس کے ان واقعات پر سینکڑوں سال گذر گئے آج بھی ہم ان واقعات کو پڑھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم اس گناہ سے بھری دنیا میں نہیں بلکہ ایک ایسی جنت میں ہیں جو خوبیاں ہی خوبیاں اپنے اندر رکھتی ہے ۔ حالانکہ یہ انفرادی واقعات ہیں کروڑوں اور اربوں میں سے کسی ایک انسان کا واقعہ ہے مگر یہ ایک واقعہ بھی انسانیت کو اتنا خوبصورت کر کے دکھاتا ہے کہ دنیا کے سارے گناہ نگاہوں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں ۔ اسی طرح تجارتی دیانت کی بھی ہمارے آباء میں مثالیں پائی جاتی ہیں چنانچہ تاریخوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص گھوڑے کو فروخت کرنے کے لئے بازار میں لایا اور اُس نے کہا کہ اس کی پانچ سو درہم قیمت ہے ۔ ایک صحابی نے اُس گھوڑے کو دیکھا اور اُسے پسند کیا اور کہا کہ مَیں یہ گھوڑا لیتا ہوں مگر اس کی قیمت میں پانچ سو نہیں بلکہ دو ہزار درہم دوں گا کیونکہ یہ گھوڑا نہایت اعلیٰ قسم کا ہے اور اس کی قیمت اتنی تھوڑی نہیں جتنی تم بتاتے ہو ۔ اس پر گھوڑا بیچنے والا اصرار کرنے لگا کہ مَیں پانچ سو درہم لوں گا اور گھوڑا خریدنے والا اصرار کرنے لگا کہ مَیں دو ہزار درہم دوں گا ۔ ایک کہتا کہ اے شخص تجھے گھوڑے کی پہچان نہیں یہ گھوڑا زیادہ قیمت کا ہے اور دوسرا کہتا کہ مَیں صدقہ لینا نہیں چاہتا ۔ مَیں اپنے گھوڑے کو جانتا ہوں اس کی قیمت پانچ سو درہم ہی ہے ۔ اس کے کتنا الٹ نظارہ آج دنیا میں نظر آتا ہے ۔ وہاں تو یہ تھا کہ چیز خریدنے والا قیمت بڑھاتا تھا اور چیز بیچنے والا قیمت گراتا تھا اور یہاں یہ حال ہے کہ دو دو آنے کی چیز بعض دفعہ دس دس روپے میں فروخت کی جاتی ہے ۔

بمبئی میں مَیں نے ان دو سفروں میں جو حال ہی میں مَیں نے کئے ہیں نہیں دیکھا لیکن آج سے 20,15 سال پہلے میں نے جو سفر کئے تھے ان میں دو دفعہ خود میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ ہوا ۔ بمبئی میں چونکہ عام طور پر نو وارد لوگ آتے رہتے ہیں اور وہ قلموں کی شناخت کا مادہ اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے بعض لوگوں نے وہاں یہ طریق اختیار کیا ہوا ہے کہ جب کسی اجنبی شخص کو دیکھیں گے اُسے آملیں گے اور کہیں گے کہ مَیں مسافر ہوں فلاں جگہ جانا چاہتا ہوں مگر کرایہ کم ہو گیا ہے ، میرے پاس یہ قلم ہے اس کی پندرہ روپے قیمت ہے مگر آپ دس روپے ہی دے دیں تو میرا کرایہ بن جائے گا ۔ اب وہ قلم چھ سات پیسے کا ہوتا ہے مگر بعض دفعہ کوئی ایسا اناڑی بھی انہیں مل جاتا ہے جو اس ملمّع کو دیکھ کر جو ٹین کے خول پر چڑھا ہوا ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ یہ سَودا بڑا سستا ہے اور وہ دس روپے پر اس سے قلم لے لیتا ہے حالانکہ وہ پانچ سات پیسے کا قلم ہوتا ہے ۔ پھر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قیمت زیادہ ہے ذرا کم کرو ۔ اس طرح وہ دس روپے سے نو روپے پر آتا ہے، پھر نو سے آٹھ پر، آٹھ سے سات پر، سات سے چھ پر، چھ سے پانچ پر، پانچ سے چار پر حتیٰ کہ بعض دفعہ وہی قلم جس کی قیمت وہ پہلے پندرہ روپے بتلاتے ہیں چھ سات آنے پر دے دیتے ہیں اور لینے والا سمجھتا ہے کہ میں نے خوب لُوٹا ۔ حالانکہ پھر بھی وہی شخص انہیں لُوٹ کر لے گیا ہوتا ہے کیونکہ وہ قلم چند پیسوں کا ہوتا ہے اور وہ کئی آنے بٹور لیتا ہے ۔ خود میرے ساتھ بھی ایک دفعہ ایسا ہی ہوا مگر مجھے چونکہ بعض دوستوں نے یہ بات بتا دی تھی اس لئے میں نے فوراً کہہ دیا کہ مجھے ضرورت نہیں ۔ مگر وہ کہنے لگا دس نہ سہی نو ہی دے دیں، نو نہ سہی آٹھ ہی دے دیں، آٹھ نہ سہی سات ہی دے دیں، سات نہ سہی چھ ہی دے دیں، اچھا پانچ روپے ہی دے دیں ۔ جب میں نے کہا مَیں کہہ چکا ہوں کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں تو کہنے لگا اچھا چار ہی دے دیجئے، تین ہی دے دیجئے، دو ہی دے دیجئے، چلئے ایک روپیہ ہی دے دیں ۔ پھر وہ اُس سے بھی نیچے اترا اور کہنے لگا آٹھ آنے ہی دے دیں، سات آنے ہی دے دیں، چلو چھ آنے ہی دے دیں ۔ مگر مَیں نے کہا جب میں نے کہہ دیا ہے کہ مَیں نے نہیں لینا تو مَیں چھ آنے بھی کیوں دوں؟ اسی طرح کشمیر میں مَیں نے دیکھا ہے وہاں لوگ مُشک کا نافہ لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے اندر ایک تولہ مُشک ہے اور اس کی اصل قیمت بتیس روپے ہے مگر چونکہ ہمیں روپے کی سخت ضرورت ہے اس لئے ہم آپ کو

Vol.20 Monthly **Khadija** Germany Issue-4.
Genfer Str. 11, 60437 Frankfurt/M. Telephone: 06102329212, E-mail: ishaat@lajna.de

چوبیس پچیس روپے میں نافہ دے سکتے ہیں۔ پھر وہی نافہ جس کی وہ پچیس روپے قیمت بتاتے ہیں بعض دفعہ آٹھ آنہ میں بھی دے دیتے ہیں اور جب تم آٹھ آنہ میں مشک کا نافہ لے کر یہ سمجھتے ہو کہ دنیا کے سب سے بڑے ماہر تاجر تم ہو کیونکہ تم نے ایک شخص سے مشک کا نافہ آٹھ آنے میں لے لیا تو اس وقت بھی تم دھوکہ خوردہ ہوتے ہو کیونکہ جب اسے کھول کر دیکھا جاتا ہے تو اس میں سے کبوتر کے جمے ہوئے خون کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا اور تمہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ بڑے ماہر تم نہیں بلکہ بڑا ٹھگ وہی تھا جو تمہیں لُوٹ کر لے گیا۔ وہ نافہ کے باہر تھوڑی سی مُشک مل دیتے ہیں اور اندر کبوتر کا خون بھر دیتے ہیں۔ کبوتر کے خون کی بعض دوائیوں سے بالکل مُشک کی سی شکل ہو جاتی ہے اور ناواقف آدمی سمجھتا ہے کہ آج میں نے بڑا سستا سودا کیا۔ میں نے آٹھ آنہ میں مُشک کا نافہ خرید لیا۔ حالانکہ اس میں صرف کبوتر کا خون ہوتا ہے اور کبوتر کے خون کی قیمت تو ایک پیسہ بھی نہیں ہوتی۔ پھر قومی دیانت کو لے لو۔ یا تو یہ حال ہے کہ کم سے کم آٹھ کروڑ مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں اور چند سو انگریز اس ملک پر قبضہ کر لیتے ہیں اور یا یہ حال نظر آتا ہے کہ بدر کے میدان میں عرب کا ایک ہزار نہایت تجربہ کار سپاہی مکّہ کی طرف سے لڑنے آتا ہے اُن کے مقابلہ میں صرف 313 آدمی ہیں۔ ان میں سے کئی ایسے ہیں جنہوں نے کبھی تلوار چلائی ہی نہیں اور دو تو اُن میں پندرہ پندرہ سال کے لڑکے ہیں اور سپاہی کہلانے کے مستحق صرف دو سَو کے قریب آدمی ہیں اور یہ بھی کوئی بڑے پائے کے سپاہی نہ تھے سوائے چند کے مثلاً حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ۔ یہ ایسے خاندانوں میں سے تھے جن میں بچپن سے ہی فنونِ جنگ سکھائے جاتے تھے اور یہی چند آدمی تھے جو خاص طور پر ماہرِ فن سمجھے جاتے تھے باقی سب معمولی سپاہی تھے۔ مگر مکّہ کی طرف سے آنے والے لشکر میں ایک ایک آدمی ایسا تھا جو ہزار ہزار پر بھاری سمجھا جاتا تھا اور وہ تمام کے تمام فنونِ جنگ میں نہایت ماہر تھے۔ جب مسلمانوں اور کفار کا لشکر آمنے سامنے ہوا تو اس وقت کسی نے سوال پیدا کر دیا کہ اس لڑائی کا فائدہ کیا ہے؟ وہ تھوڑے سے آدمی ہیں اور ہیں بھی قریباً سب مکّہ کے۔ انصاری اس جنگ میں بہت ہی کم ہیں۔ پس یہ سب ہمارے بھائی بند ہیں اگر ہم مارے گئے تب بھی اور اگر یہ مارے گئے تب بھی دونوں صورتوں میں مکّہ میں ماتم ہو جائے گا۔ اس کی بات کو تو لوگوں نے نہ سنا مگر انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو یہ پتہ لگانے کے لئے بھیجا کہ مسلمان کتنے ہیں اور ان کے سازوسامان کا کیا حال ہے؟ معلوم ہوتا ہے وہ آدمی نہایت ہی ہوشیار تھا۔ جب وہ آیا تو اُس نے پہلے تو وہ جگہ دیکھی جہاں مسلمانوں کا کھانا تیار ہو رہا تھا۔ پھر اس نے سواریوں کا اندازہ لگایا اور واپس جا کر کہا کہ میرا اندازہ یہ ہے کہ مسلمان تین سَو، سوا تین سَو کے قریب ہیں۔ یہ کیسا صحیح اندازہ تھا جو اُس نے لگایا۔ مسلمان واقعہ میں 313 ہی تھے مگر اُس نے کہا اے میرے بھائیو! میرا مشورہ یہ ہے کہ تم لڑائی کا خیال چھوڑ دو۔ ابوجہل یہ سن کر جوش میں آ گیا اور اُس نے کہا کیوں ڈر گئے؟ وہ کہنے لگا میں ڈر گیا ہوں یا نہیں اس کا پتہ تو میدانِ جنگ میں لگ جائے گا مگر میں یہ مشورہ تمہیں اس لئے دے رہا ہوں کہ میں نے اونٹوں اور گھوڑوں پر آدمیوں کو چڑھے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ میں نے موتیں دیکھی ہیں جو اُن اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار تھیں۔ ان میں سے ہر شخص اس نیّت اور اس ارادے کے ساتھ آیا ہوا ہے کہ میں مٹ جاؤں گا مگر ناکام و نامراد واپس نہیں جاؤں گا۔ ان میں سے ہر شخص کا چہرہ بتا رہا ہے کہ وہ سب کے سب یا تو خود فنا ہو جائیں گے یا تم کو فنا کر دیں گے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ یہ لڑائی ویسی ہی ہوگی جیسے عام لڑائیاں ہوتی ہیں بلکہ ایک نہایت اہم اور فیصلہ کُن جنگ ہوگی اور یا تو وہ تمہیں فنا کر دیں گے اور اگر وہ تمہیں فنا نہ کر سکے تو وہ خود سب کے سب ڈھیر ہو جائیں گے مگر میدانِ جنگ سے اپنا قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے اور ایسی قوم کو دبانا ہی مشکل ہوتا ہے جس کا ہر فرد مرنے کے لئے تیار ہو۔ یہ کیسا شاندار فقرہ ہے جو اس کی زبان سے نکلا کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص اپنے گھر سے اسی نیت اور اسی ارادہ کے ساتھ نکلا ہے کہ میں فتح یا موت میں سے ایک چیز کو حاصل کئے بغیر واپس نہیں لوٹوں گا۔ کیا مختصر سے فقرہ میں اس نے ان تمام قلبی جذبات کا اظہار کر دیا ہے جو مسلمانوں کے قلوب میں موجزن ہو رہے تھے۔ یہ فقرہ اُن تاریخی فقرات میں سے ہے جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہیں کہ اے میرے بھائیو! میں نے آدمی نہیں دیکھے بلکہ موتیں دیکھی ہیں جو اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار تھیں۔ پھر دیکھ لو وہی ہوا جو اُس نے کہا تھا۔ وہ واقع میں موتیں بن کر ظاہر ہوئے یا تو وہ مر گئے یا انہوں نے کفار کو مار دیا جن کے لئے موت مقدر تھی وہ تو مر گئے اور جن کے لئے موت مقدر نہیں تھی انہوں نے مکہ والوں کا ایسا تہس نہس کیا کہ مکہ کے ہر گلی کوچہ میں ماتم برپا ہو گیا۔ ... "صحابہؓ" کو ہی دیکھ لو انہوں نے قومی دیانت کا کیسا شاندار نمونہ دکھایا۔

... یہی وہ چیز ہے جسے ہم اپنے اندر پیدا کر کے دنیا پر غلبہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یقیناً یاد رکھو جو قوم مرنے مارنے پر تُلی ہوئی ہے اُسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ اگر اس پر کوئی حملہ بھی کرے تو مٹتی نہیں بلکہ ابھرتی ہے اور گرتی نہیں بلکہ ترقی کرتی ہے۔ تو تمہارا ایک کام یہ ہے کہ تم نوجوانوں میں قومی دیانت پیدا کرو۔ اسی طرح ان میں تجارتی دیانت پیدا کرو یا زیادہ وسیع لفظ اگر استعمال کیا جائے تو اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ تم معاملاتی دیانت پیدا کرو اور اخلاق دیانت کے پیدا کرنے سے بھی غافل نہ ہو۔ اگر تم بار بار نوجوانوں کو یہ سبق دو، اگر تم دیکھتے رہو کہ تم میں سے کسی میں دیانت کا فقدان تو نہیں ہو رہا اور اگر تم اپنے دوستوں، اپنے ہمسائیوں، اپنے رشتہ داروں، اپنے اہلِ محلہ اور اہلِ شہر میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرو تو یقیناً تم ایک ایسا کام کرتے ہو جو احمدیت کو زندگی بخشنے والا ہے۔

باقی رہا سچ، سو سچ بھی ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ سارے فساد اور لڑائی جھگڑے محض جھوٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ لوگوں کو اگر ایک دوسرے پر اعتبار نہیں آتا یا تعلقات میں کشیدگی ہوتی ہے تو محض اس لئے کہ وہ سچ نہیں بولتے مگر جس کی سچائی پر لوگوں کو یقین ہو اس کے متعلق وہ ایسی باتیں بھی ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جن باتوں کو وہ کسی دوسری صورت میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ... اس دیانت اور سچائی کو خاص طور پر اخلاق فاضلہ میں سے چُن لو اور بھی بہت سے ضروری اخلاق ہیں مگر ان دو اخلاق کو میں نے خصوصیت کے ساتھ چُنا ہے۔ ان کو ہمیشہ اپنے مدِنظر رکھو اور ان کے علاوہ بھی جس قدر نیک اخلاق ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرو۔ ... اور جس قدر اچھے اخلاق ہیں وہ سب اپنے اندر پیدا کرو۔ انسان اگر تلاش کرے تو اُسے بیسیوں اخلاق معلوم ہو سکتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ دو اہم اخلاق ہیں جن کا اپنے اندر پیدا کرنا نہایت ضروری ہے ایک دیانت اور دوسرا سچ"۔

... بہرحال اخلاق فاضلہ میں سے سچ اور دیانت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی خاص طور پر کوشش کرو اگر تم ان دو اخلاق کو جماعت کے اندر پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو تم جماعت کی اتنی بڑی خدمت کرتے ہو کہ اس کی قیمت کوئی انسان نہیں لگا سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی جو عالم الغیب ہے اور جو وسیع سے وسیع گہرائیوں کو ناپ سکتی ہے تمہاری اس خدمت کا اندازہ لگا سکتی اور تمہیں بڑے سے بڑا بدلہ دے سکتی ہے۔"

(خطباتِ محمود: جلد 20 صفحہ 80 تا 101، 17 فروری 1939ء)

تصحیح

معزز قارئین! "الفضل خدیجہ" کے مارچ 2018ء کے شمارہ میں صفحہ 1 پر درج حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کچھ اعراب کی غلطی ہوگئی ہے۔ برائے مہربانی اس کو اس طرح پڑھا جائے۔

"... وَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ ..."

آن لائن ایڈیشن میں درستگی کردی گئی ہے۔

خاکسار اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔

(مدیرہ "الفضل خدیجہ")

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لجنہ جرمنی کی سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ

ماہ اکتوبر، نومبر 2017ء

یکم اکتوبر سے لجنہ کے تنظیمی سال کا آغاز خصوصی دُعاؤں سے کیا گیا۔ اب تک لجنہ جرمنی کی دینی، علمی اور تفریحی سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ ملاحظہ ہو۔ مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ جرمنی پیش خدمت ہے۔

محض خُدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کی 14ویں مجلس شوریٰ 30 ستمبر تا یکم اکتوبر 2017ء بمقام بیت السبوح فرینکفرٹ میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی۔ جس میں 671 نمائندگان کے علاوہ 3 اعزازی ممبرات اور 15 زائرات نے شرکت کی۔ جبکہ 115 کارکنات نے متفرق شعبہ جات میں معاونت کی۔ کُل حاضری تقریباً 801 رہی۔ اس سال مجلس شوریٰ کے نمائندگان میں 71 ممبران کا اضافہ ہوا۔ اِمسال بھی مجلس شوریٰ کی کارروائی زیادہ تر جرمن زبان میں کی گئی نیز اردو زبان میں رواں ترجمہ کا بھی انتظام تھا۔

ریفریشر کورسز کا انعقاد

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنہ کے تنظیمی سال کے آغاز پر نیشنل شعبہ جنرل سیکرٹری کے زیرِ اہتمام جرمنی بھر میں عہدیدارات کی رہنمائی کے لئے 4 گروپس (فرینکفرٹ، ہناؤ، ہمبرگ، کولون) میں ریفریشر کورسز کروائے گئے۔

ان کورسز میں 908 مقامی ریجنل صدرات، مقامی ریجنل جنرل سیکرٹریات، سیکرٹریات تحریک جدید، وقف جدید، سیکرٹری ناصرات اور مقامی ریجنل محاسبات مال نے شرکت کر کے استفادہ کیا۔ اس موقع پر شعبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ و شعبہ ناصرات الاحمدیہ نے تعلیمی مقابلہ جات کے لائحہ عمل اور شعبہ اشاعت نے مجلہ "خدیجہ" تقسیم کئے۔

فرانس میں پہلے یورپین مشاعرہ میں شمولیت: نومبر 2017ء میں لجنہ اماء اللہ فرانس نے پہلے یورپین محفل مشاعرہ اور مقابلہ بیت بازی کا انعقاد کیا۔ جس میں یورپین ممالک برطانیہ، بلجیئم، ہالینڈ، جرمنی اور میزبان ملک فرانس سے تقریباً 150 ممبرات نے شرکت کی۔ صدر لجنہ فرانس کی دعوت پر صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی کی قیادت میں 18 رکنی وفد نے شرکت کی اور لجنہ جرمنی کی نمائندگی میں پروگراموں میں بھرپور حصہ لیا اور مقابلہ بیت بازی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ الحمدللہ

(لبنیٰ ثاقب)